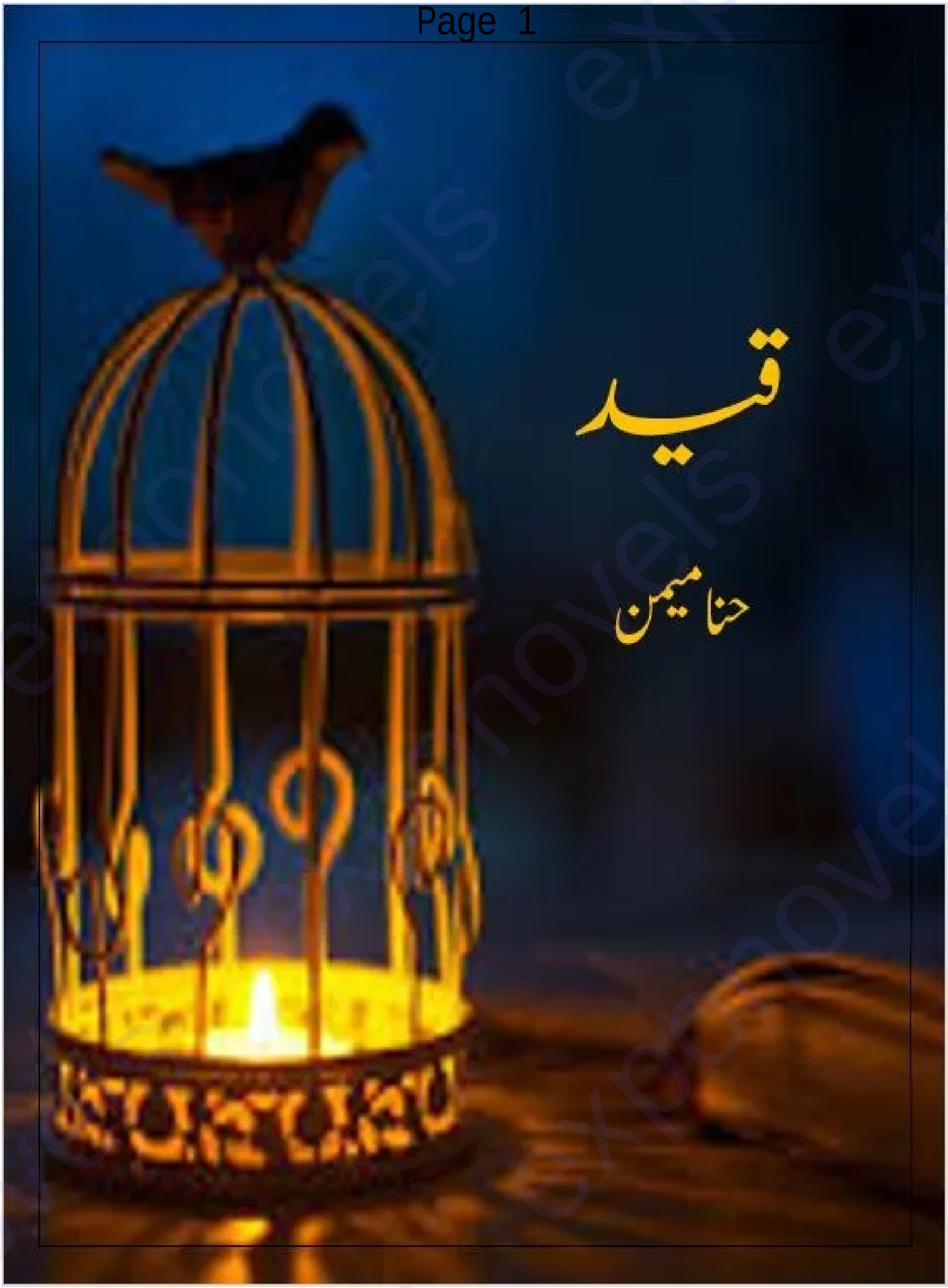

For more visit (exponovels.com)

قید

از حنا میمن

میں ایک الجھی ہوئی لڑکی ھوں چھوڑ مجھے
ہر ایک سوچ میں الجھن، ہر اک خیال گرہ۔۔۔۔۔!!

وہ خاموشی سے لہروں کو تکے جارہی تھی

جو آواز پیدا کرتی آتیں اور خاموشی سے لوٹ جاتیں

وہ بھی تو ایسی ہی تھی اُس نے بھی تو کتنا شور مچایا تھا

مگر اب اُسے خاموش ہی رہنا تھا سپاٹ خاموشی اُس کا مقدر بننے والیں تھی

For more visit (exponovels.com)

"ہیر تم کیوں کچھ نہیں کہتیں تم کہو تو انکل آنٹی سے میں بات کروں ؟ وہ کیوں تمہاری زندگی تباہ کرنا چاہ رہے ہیں ؟"

تمنا کب سے اُسے سمجھا رہی تھی مگر وہ خاموش تھی جیسے الفاظ ختم ہو گئے ہوں

"ہیر !! میں تم سے کچھ کہہ رہی ہوں "!! تمنا نے اُسے جھنجھوڑا

"کیا چاہتی ہو تم بتاؤ ؟ کیا کروں ایک مہینہ ہوا مجھے پورے ایک مہینہ میں نے شور مچایا ہے کبھی بھوک ہڑتال کبھی اپنے آپ کو نقصان پہنچایا سب سے تعلق قطع کرلیا

یہاں تک کے اُس ذلیل انسان کو بھی کھری کھری سنا دی مگر کیا ہوا کچھ ہوا بتاؤ تمنا کچھ ہوا" وہ بھی پھٹ پڑی

"جب اپنے آپ کو نقصان پہنچانے سے بھی بابا کو مجھ پر رحم نہیں آیا تو اور کیا حربہ آزماؤ
اب میں نے اپنا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دیا ہے تمنا وہ ہی کچھ کرے گا"

وہ سر جھکا کر بے بسی سے بولی تمنا نے اُسے تاسف سے دیکھا اُس نے بچپن سے سفر کیا
تھا اور آج زندگی اُس سے کتنا بڑا امتحان لینے جا رہی تھی کاش!! وہ اُس کے لئے کچھ کر پاتی
تمنا کی آنکھیں نم ہو گئیں

"تمہارے بابا ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ وہ تو تمہارے کزن کو جانتے ہیں وہ کیسا ہے پھر
بھی!" وہ بھی سامنے موجوں کو دیکھتی استفسار کرنے لگی ہیر نے سرد سانس ہوا کے سپرد کی

"اپنے بھائی کی محبت، اور انا کی خاطر، اور سب سے اہم پیسے کی خاطر کیونکہ ساری جائیداد
عرفان کے نام کی گئی ہے

وعدہ کیا ہے بھائی سے اپنی بیٹی کو ان کے لنگور بیٹے سے باندھنے کا بس تین ہی چیزیں بابا کو
عزیز ہیں پھر بھلے ان کی بیٹی مر کھپ جائے"

"اوران دونوں چیزوں کے لئے وہ تمہیں قربان کررہیں ہیں اُس دلدل میں تمہیں جھونک رہے ہیں

ایسی آگ میں پھینک رہے ہیں جہاں سے نکلنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے وہ تمہیں کھو دینگے

ہیر تم پلیز میری خاطر ایک آخری دفع کوشش کرلو!" وہ منت کرتے ہوئے بولی
"آہ۔۔۔ ہزار دفع کوشش کرچکی ہوں

تو تمہاری خواہش بھی پوری کردیتی ہوں ویسے بھی میں تو سب کی خواہشوں کی تسکین کے لئے ہی رہ گئیں ہوں

سب مجھے اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتے ہیں اور پھر دہکتی ہوئی آگ کی نذر کردیتے ہیں"

اُس کے لہجہ میں کیا کچھ نہ تھا تمنا کو لگا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے

"بات کروں گی آج بابا سے اگر آج بھی وہ نہ مانے تو پھر میں کچھ بھی نہیں کہونگی اپنے آپ کو حالات کے سپرد کردونگی" وہ ٹھنڈی آہ بھر کر بولی

"چلو گھر چلیں" وہ جیب سے گاڑی کی چابی ٹٹولتی خود کو نارمل کرنے لگی

"کیا تم ٹھیک ہو؟" تمنا نے اُس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ دھرا

"اب ٹھیک لفظ میرے نصیب میں نہیں ہے" وہ تلخی سے بولی اور مڑ گئی

تمنا بھی خاموشی سے اُس کے پیچھے چل پڑی

سب ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھے دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے

For more visit (exponovels.com)

ہیر نے موقع کو غنیمت جانا کیونکہ سب ہی اس وقت وہاں موجود تھے

دل میں مبہم سی اُمید لئے وہ گویا ہوئی شاید کوئی اس کی حمایت میں بول کر اُسے اُس دلدل میں دھنسنے سے بچا لے

ہیر نے گلا کھنکھارا لیکن سب اپنے کام میں مصروف رہے جیسے اُس کی آواز کسی نے سنی ہی نہیں

ہیر نے سب کو دیکھا مگر کوئی ایک بھی اُس کی جانب متوجہ نہ ہوا ہیر کا دل ڈوب کر اُبھرا تھا

"بابا مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے". وہ بلا آخر بول پڑی

"ہیر اگر آپ دوبارہ اُسی موضوع پر بات کرنا چاہتی ہیں

For more visit (exponovels.com)

توآپ جانتی ہیں ہم پیچھے نہیں ہٹینگے ہم وعدے کے پابند ہیں اور پھر اگر آپ کے جگہ کوئی بھی ہوتا تو ہم اُسے قربان کردیتے"

وہ حتمی لہجہ میں بولے ہیر کو لگا وہ اگلا سانس نہیں لے سکے گی

"بابا!!" لب پھڑپھڑائے مگر آواز نہ نکلی وہ کیا کہہ رہے تھے

یعنی وہ ایک ایک حرکت سے واقف تھے کہ عرفان کیسا تھا پھر بھی وہ، وہ کیسے باپ تھے ہیر کو سمجھ نہ آئی

اُس نے مدد طلب نگاہوں سے ماں کو دیکھا مگر وہ نظریں چرا گئیں بہن کو دیکھا

تو وہ سٹپٹا کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی بھائی کو دیکھا تو محض تسلی سے آنکھیں بند ہوئیں

مگر کوئی بھی اُسے ڈھارس نہ دے سکا ہیر بے بسی سے نظریں جھکا گئی

For more visit (exponovels.com)

اور اگلے لمحہ اُس نے آنسوں کا گلہ گھونٹ کر بولنا شروع کیا

اگر اب کچھ بچا ہی نہ تھا تو وہ کم از کم اپنی بھڑاس تو نکال لیتی

"آپ لوگ جانتے ہیں عرفان کن کن غلط کاموں میں ملوس ہے بلکہ یہ کہیں کے ایسا کونسا غلط کام ہے

جس میں وہ ملوس نہیں پھر بھی آپ اپنی بیٹی کو جانتے بوجھتے اُس دلدل میں پھینک رہے ہیں لیکن آپ لوگ یہ بھول رہے ہیں

کہ یہ زندگی میری ہے میرے اللہ نے مجھے دی ہے اسے گزارنے کا حق صرف مجھے ہے یہاں تک ہے

مجھے اتنا حق بھی حاصل ہے کہ میں کسی رشتہ کے لئے ناں بھی کر سکتی ہوں

مگر مجھ سے یہ سب حق تو بابا آپ نے چھین ہی لیئے ہیں

کروادیں آپ میرا نکاح اُس کے ساتھ مگر میری یہ شرط ہے کے میری میت پر بھی آپ لوگ مت آئیے گا"

وہ زاروقطار روتی بولی سب کو ہی اُس کے الفاظ مار گئے تھے

ایک ماں کی تڑپ جاگی تھی ایک بہن کی محبت جاگی تھی

ایک بھائی کی غیرت جاگی تھی باپ کے دل میں ٹیسیں اُٹھیں تھیں

مگر پھر بھی سب پتھر دل بن گئے تھے ہیر نے کچھ بھی نہ کھایا اور چپ چاپ وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی

پورے گھر میں وحشت زدہ خاموشی تھی

اس گھر کی در ودیوار چیخ چیخ کر رو رہیں تھیں مگر یہاں کے فرد سفاک تھے

اور اصغر صاحب نے ایک اور فیصلہ کیا تھا

جو سب کو جھٹکوں کی زد میں لے آیا تھا

اور سب ہی یہ بات ھیر سے کرنے میں ہچکچا رہے تھے

"مگر اصغر یہ جلدی "۔۔ وہ کچھ بولنے لگیں مگر اصغر صاحب نے ہاتھ کے اشارہ سے روک دیا

"اگر آپ لوگ یہ کام کرنے سے ہچکچا رہے ہیں تو ہم خود کر لینگے" وہ سخت لہجہ میں بولے

For more visit (exponovels.com)

"نہیں آپ رہنے دیں میں خود کرتی ہوں" اسماء آرا نے خوفزدہ ہو کر کہا ڈر تھا

کے باپ بیٹی میں تلخ کلامی نہ ہو جائے اور اصغر صاحب کوئی غلط قدم نہ اُٹھا لیں

"ٹھیک ہے جائیں مگر یاد رہے ہم نہ سننے کے قائل نہیں جواب ہاں ہی ہونا چاہیئے"

لہجہ تنبیہہ کرنے والا تھا اسماء آرا محض سر ہلا سکیں اور چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی

زینیں طے کرنے لگیں دل بنجر لگ رہا تھا

وہ ایسا کیوں کر رہیں تھیں ہر دفع کی طرح وہ آج بھی اپنی اولاد کا دِفع نہ کر سکیں

تھیں کتنی مجبور ماں تھیں، بلکہ نہیں ماں کی ڈکشنری میں مجبوری نہیں ہوتی

وہ تو اولاد کی محبت میں بڑی سے بڑی چٹان کو بھی پار کر سکتی ہے

اگر وہ ڈٹ جائے تو کوئی ذات اُس کی اولاد کو خراش تک نہیں پہنچا سکتی

لیکن اسماء آرا شروع سے ہی خوفزدہ تھیں ان میں تو اپنے لیئے لڑنے کی سکت نہ تھیں
کیسے اُس کے لیئے لڑتیں

وہ دروازہ کے سامنے آ کھڑی ہوئیں مگر اندر سے آتیں دلخرش رونے کی آوازیں انہیں
زیر کرنے لگیں وہ رو رہی تھی

رو نہیں چیخ رہی تھی کتنی مجبور ہو گئی تھی وہ، اسماء آرا کا دل کانپنے لگا انہوں نے لرزتے
ہاتھوں سے دروازہ کی ناب گھمائی

اور چھوٹے چھوٹے قدم اُٹھاتی اُس کے مقابل آ کھڑی ہوئیں کسی کی موجودگی کا احساس
ہوتے ہی ہیر نے گھٹنوں میں دیا سر دھیرے دھیرے اُٹھایا تھا

اور سامنے اپنی ماں کو دیکھ وہ بکھرتی چلی گئی تھی ماں خود دوسری جانب دیکھتی ضبط کے بندھن باندھے ہوئے تھیں.

"ام۔۔امی" ہیر نے دھیرے سے پکارا اسماء آراء کی آنکھ سے ایک موتی گر کر قالین میں جذب ہوگیا وہ اب بھی کھڑکی سے پار دیکھ رہیں تھیں

"ہیر مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے" انہوں نے بامشکل کہا ہیر کو لگا وہ کوئی خوشی کی نوید سنانے آئیں ہیں اُس نے اپنے ہاتھ سے آنسوں پونچھے اور فورا سے اُٹھ گئی

"امی کہیں! آپ یہی کہنے آئی ہیں نہ کے بابا نے اُس رشتے سے منع کر دیا؟" ہے وہ سرخ آنکھوں سے مسکرانے لگی

اسماء آرا خاموش رہیں

"کہیں نہ امی!" مسکراہٹ ابھی بھی سمٹی نہ تھی

"تمم۔۔ تمہارا آج، آج ششش۔۔ شام نن۔۔۔ نکاح ہے" ناچاہتے ہوئے بھی لہجہ نم ہوگیا تھا ہیر دو قدم پیچھے ہوئی تھی گہری ہوتی مسکراہٹ معدوم ہوگئی تھی آنسو دوبارہ بہنے لگے تھے

"آآ۔۔ آپ، آپ مذاق کررہی ہیں نہ، ہیں نہ؟" وہ بے یقینی سے بولی اسماء آرا بھی اب رونے لگیں تھیں

"بولے نہ امی! آپ مذاق کررہی ہیں نہ" "بولیں نہ!" وہ آگے بڑھ کر اُنہیں جھنجھوڑتی ہوئی بولی

"ایسا، ایسا کیسے ہوسکتا ہے، نکاح تو ایک ہفتہ بعد تھا آج، آج شام کیسے؟" وہ اپنے بال نوچنے لگی

"آپ لوگ ایسا نہیں کرسکتے نہیں" وہ دیوانہ وار بولنے لگی اور گردن نفی میں ہلانے لگی اسماء آرا کا ہاتھ اُٹھا تھا اور اُس کے رخسار کو سرخ کرگیا تھا

"ہوش میں آؤ ہیر! ہوش میں آؤ یہ تمہارے ابو کا حکم ہے

اور تم جانتی ہو وہ ناں سننے کے حق میں نہیں تمہاری بہن کے ہاتھوں نکاح کا جوڑا بھجوا رہی ہوں

تیار ہو جانا کوئی چوں چرا نہیں چلے گا" وہ سخت لہجے میں کہتیں جانے لگیں

مگر ہیر کے الفاظ سیسے کے مانند اُن کے کانوں میں لگے تھے اُن کے قدم جم گئے تھے

"آپ نے تو آج تک میری حمایت نہیں کی بلکہ میری کیا کسی کی نہیں کی کیونکہ آپ ایک بزدل ماں ہیں

جسے اپنے اولاد کا دِفع آتا ہی نہیں ایسا تھا تو بچپن میں ہی گلہ گھونٹ دیتیں یوں اذیت سے پُر زندگی مجھے نہیں درکار تھی

ارے ماں تو وہ ہوتی ہے جو کسی سے بھی لڑ جائے اور آپ اپنے شوہر سے نہیں لڑ پائیں جائیں کہہ دیں اپنے شوہر سے آج ابھی اور اسی وقت نکاح ہو گا نکال دیں

اپنی بیٹی کا جنازہ یہاں سے لیکن یاد رکھیئے گا وہ جب بھی وہاں آئیں گے اپنے بھائی سے ملنے آئیے گے ان کی بیٹی آج اُن کے لیئے مر جائے گی اور کبھی اپنا منہ نہیں دیکھائے گی مرا ہوا بھی نہیں"

اُس نے یہ الفاظ آنسوں کی آمیزش سے پاک لہجہ میں کہے تھے لیکن اسماء آرا کی روح فنا ہو گئی تھی

اُن میں تو پیچھے مڑنے کی سکت بھی نہیں رہی تھی اور پھر اُن کے قدم باہر کی جانب بڑھ گئے تھے

مگر اُنھوں نے پیچھے سے کسی کے

گرنے کی آواز محسوس کی تھی

اُن کی بیٹی بکھر گئی تھی اور وہ کچھ نہ کرپائیں تھیں، کچھ بھی نہیں

جن کو ڈر ہی نہیں تھا مجھے کھونے کا----!!!

انہیں کیا افسوس ہو گا میرے نہ ہونے کا----!!!!

نکاح خواں آ گئے تھے وہ سفید گھٹنوں سے نیچے تک آتی فراک میں ملبوس تھی

اُس کے ساتھ چوڑی دار پاجامہ زیب تن کیا تھا اور لال چنری سے گھونگھٹ لیا گیا تھا

وہ صوفے پر بیٹھی تھی

ایک طرف مولوی صاحب بیٹھے تھی اُن کے ساتھ اصغر صاحب اور عرفان کے ابو جمشید کھڑے تھے

For more visit (exponovels.com)

ہیر کے دائیں طرف ہیر کا بھائی سفدر کھڑا تھا اور اُس کے برابر میں ہیر کی بہن مہک کھڑی تھی

جبکہ اسماء آرا ہیر کے ساتھ اُس کے برابر میں ہی براجمان تھیں

مولوی صاحب نے نکاح شروع کیا تھا وہ اُس کی رضامندی دریافت کر رہے تھے

مگر وہ کیا بتاتی اُس کی رضامندی مانگی ہی کب گئی تھی

جو ابھی فرضی پوچھی جا رہی ہے اُس کا دل کیا ابھی چیخ چیخ کر کہے نہیں مجھے نہیں منظور یہ نکاح مگر وہ ایسا نہ کہہ سکی اور قبول ہے کی تینوں دفع گردان الاپ لی اور سب سے مشکل مرحلہ تھا

نکاح نامہ پر دستخط!! آنسوں لڑیوں کی صورت بہنے لگے دل لرز رہا تھا

ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیدنی تھی چہرہ سفید پڑ گیا تھا

اُسے لگ رہا تھا اُسے موت کی نوید سنائی گئی اور جس پر اُس نے ہامی بھر لی ہے اور اب صرف دستخط باقی ہے

مولوی صاحب دستخط کرنے کا خانہ دیکھا رہے تھے مگر نظریں دھندھلائی ہوئی تھی بلا آخر ہیر نے قلم تھاما تھا

اور با مشکل مطلوبہ جگہ پر دستخط کر دئیے تھے اور پھر ضبط کے بندھن توڑتی وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی ہر طرف مبارک باد کی صدائیں گونج رہیں تھیں

مگر اُسے وہ موت کا سوگ لگ رہا تھا ہر ذی روح کی آنکھیں نم تھیں اور سب کا یہی اندازہ تھا

For more visit (exponovels.com)

کے ہیر اپنوں سے دوری کی وجہ سے رو رہی ہے مگر یہ محض غلط فہمی تھی کسی مانوس لمس کی وجہ سے وہ چہرے پر سے ہاتھ ہٹانے پر مجبور ہوگئ

اور سامنے تمنا کو دیکھ کر وہ اور زور سے رونے لگی تمنا نے اُسے سمیٹ لیا جو کام اسماء آرا نہ کر سکیں وہ تمنا نے کیا تھا

وہ اُس کی سسکیاں روکنے میں کامیاب ہوگئ تھی

"بس کرو ہیر! ان لوگوں نے تمہارے ساتھ جو کیا ہے وہ تو کرلیا اب تم اللہ پاک کی ذات پر یقینِ کامل رکھو وہ تمہیں کچھ نہیں ہونے دینگے

بس تم نماز مت چھوڑنا صراط المستقیم کا راستہ اپنائے رکھنا وہ ذلیل انسان تمہیں کھروچ بھی نہیں دے پائے گا"

وہ سامنے ٹیبل پر پڑا پانی کا گلاس اُس کے لبوں سے لگاتی ساتھ ساتھ دھیمی آواز میں تسلیاں دے رہی تھی

مگر اُس کی آواز اتنی تیز ضرور تھی جو اسماء آرا اسفدر اور مہک تک بخوبی پہنچی تھی جبکہ اصغر صاحب کچھ فاصلہ پر تھے

اس لئے سن نہ سکے ہیر اب کچھ بہتر تھی اور کچھ ہی دیر بعد وہ رخصت ہونے لگی تھی

لیکن وہ تمنا کے سوا کسی سے بھی دل سے نہیں ملی تھی کسی پر بھی نگاہ نہیں ڈالی تھی اُس نے

"آپی!" مہک اُس کے قریب آئی تھی ہیر دھیمی سا مسکرائی تھی اُور اُس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا

"خوش رہو!" وہ ضبط سے بولی تھی

سفدر بھی اُس کے قریب آیا تھا مگر وہ دو قدم پیچھے ہو گئی تھی

مہک تو چھوٹی تھی اُس کا تو کوئی نہ سنتا مگر سفدر، سفدر تو بڑا تھا بہن کی حفاظت کرنا تو اُس کا فرض قرار دیا گیا تھا

پھر، پھر اُس نے کیسے اپنا فرض نبھایا تھا سفدر شرمندگی سے سر جھکا گیا تھا

اسماء آرا محل رہیں تھیں ایک آخری دفع اپنی اولاد کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے مگر ہمت نہیں تھی

اُن میں مگر پھر انہوں نے ہیر کو کوئی بھی موقع دئیے اُسے اپنی آغوش میں لیا تھا ہیر بھی ماں کی محبت پا کر چند لمحہ کے لئے ہی صیح مگر پُر سکون ہو گئی

تھی مگر یہ چند پل تھے پھر اسماء آرا اُس سے جدا ہو گئیں تھیں ہیر کو لگا کوئی بہت قیمتی چیز اُس نے جدا ہو گئی

مگر اُس نے سر جھٹک دیا اب وہاں اُسے صرف گرم آگ کے شعلہ ہی ملنے تھے پھر اِس ٹھنڈی پھوار کی کیا

اہمیت اصغر صاحب اُس کے پاس آئے تھے شاید باپ کی محبت اُمڈی تھی

مگر ہیر کو نفرت اور بدگمانی نے آگھیرا تھا جیسے جیسے اصغر صاحب کے قدم بڑھ رہے تھے ہیر کے آنسوں گرتے جا رہی تھے

اصغر صاحب اُس کے جیسے قریب آئے اپنی آغوش میں چھپانے کے لیئے وہ رُخ پھیر گئی

"جب باپ کا حق ادا کرنا تھا تب آپ کی انا آڑے آئی تھی آج بھی اُسی انا کے زیر اثر رہیں

آپکو یہ شہرت یہ انا یہ وعدیں اور بھائیوں کا پیار مبارک آج آپ کی بیٹی کی بَلی چڑھ گئی ہے جشن منائیں"

وہ تلخی سے کہتی گاڑی کے کھلے دروازہ سے گاڑی میں بیٹھ گئ تھی

اُس کے برابر میں مہک کو بیٹھنے کے لئے کہا گیا تھا مگر وہ اب اپنے اس گھر کی کوئی بھی یاد اُدھر نہیں لے کر جانا چاہتی تھی

اِس لئے مہک کو لے جانے سے انکار کر دیا تھا اُس نے اور تمنا کو اپنے ساتھ بٹھا لیا تھا

گاڑی چند پل میں ہی زناٹے بھرنے لگی تھی مگر اُس نے ایک دفعہ بھی مڑ کر نہیں دیکھا تھا

صرف ناک کی سیدھ میں دیکھ رہی تھی

جہاں سسرال میں پھولوں سے ویلکم کیا جاتا ہے

وہاں سب ناک منہ چڑھا رہے تھے لیکن اب یہ سب تو اُسے سہنا ہی تھا

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی عجیب سی مہکار نے اُس کا سواگت کیا تھا

اُس نے مدد کے لیئے مڑ کر دیکھا تو وہاں کوئی موجود نہ تھا ہیر نے سر جھٹکا اور سر پر اُوڑھا دوپٹہ شانے پر پھیلایا

اور سامنے موجود کھڑکی کی جانب بڑھ گئی اور ہاتھ بڑھا کر کھڑکی کہ پٹ وا کر دیئیے

ایک ٹھنڈی ہوا نے اُس کے وجود کو چھوا تو اتنی دیر سے اُس کی ذات میں چھائی سوگواری کا اثر ذائل ہوگیا

ہیر تھوڑی دیر وہاں کھڑی رہی اور پھر مڑ کر الماری میں اپنے کپڑے سیٹ کرنے لگی

ابھی وہ کپڑے سیٹ کر رہی تھی کہ دھڑام سے دروازہ وا ہوا تھا

ہیر جو اپنے کام میں منہمک تھی یکدم پوری جان سے ہل گئی تھی

سامنے عرفان جمشید کھڑا تھا وہ عام شکل و صورت کا حامل شخص تھا

مگر ظالم و جابر شخص تھا اسکول میں بچوں کے سر پھاڑنا کالج میں ہاتھ پیر توڑنا اور اب گولیاں چلانا اُس کا پیشہ تھا

پورا گاؤں ہی اُس کی جابر طبیعت سے خوفزدہ رہتا تھا سیگریٹ سے لے کر شراب تک ہر ایک بری عادت اُس میں موجود تھی

ابھی بھی وہ پان چبا رہا تھا ہیر کو اُس سے گھن آنے لگی اس لئے وہ دوبارہ کام میں مصروف ہو گئی

"مجھے پانی دو" وہ بیڈ پر بیٹھتا دونوں ہتھیلیاں پیچھے کی جانب جھکائے وہ بولا ہیر ابھی بھی اپنا کام کر رہی تھی

"میں نے کہا پانی پلاؤ" وہ دھاڑا ہیر کی سٹی گم ہوئی مگر وہ پھر بھی ڈٹ کر بے نیازی سے کام کر رہی تھی عرفان دھپ سے بیڈ سے اُٹھا تھا اور جارحانہ انداز میں اُس کی جانب بڑھا تھا اور اُس کا بازو زور سے دبوچا تھا

"تمہیں کب سے بکواس کر رہا ہوں پانی دو کھوپڑی میں بیٹھتی نہیں کیا بات؟"

وہ نہایت بدتمیزی سے غرایا ہیر کی نظریں اُس کے چہرے سے ہوتیں اپنے سرخ بازو تک گئی تھیں

"میرا بازو چھوڑو" وہ آنکھیں میچتی ضبط سے بولی

"پہلے پانی!" وہ بھی ڈھٹائی سے بولا

"وہ پڑا سامنے پانی خون توپی رہے ہو پانی کی کیا ضرورت ہے؟"

وہ بھی ناگواری سے دھاڑی اور اپنا بازو جھٹکے سے اُس کی گرفت سے آزاد کیا تھا

مگراگلے ہی لمحہ اُس کی دنیا گھوم گئی تھی کیونکہ عرفان نے اپنی پوری قوت سے ایک زناٹے دار تھپڑ رسید کیا تھا

" بیوی ہو میری حکم کی غلام !!اگر دوبارہ اونچی آواز میں بات کی تو ابھی صرف تھپڑ مارا ہے

اگلی دفع زبان گُدی سے کھینچ لونگا آئی سمجھ ؟" وہ چیختا ہوا ٹیبل کی جانب بڑھا تھا

اور گلاس اُٹھا کر غٹا غٹ پانی اپنے حلق میں اُتار لیا تھا اور پانی کا گلاس دوبارہ بھر کے اُس کی جانب بڑھا

ھیر کب سے پیاسی تھی اُسے دکھ میں کچھ بھی نہیں سوجا تھا تمنا نے جو ایک گلاس پانی پلایا تھا اُس کے بعد سے وہ پیاسی تھی
۔ پانی کو دیکھ کر اُس کے سوکھے لب اور بے چین ہو گئے تھے

اُس نے سوکھے لبوں پر زبان پھیر کر اُسے تر کیا عرفان نے اُس کی جانب پانی بڑھایا جسے ہیر نے لینے چاہا

مگر دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی سفید ماربل کی زینت بن گیا وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اُسے دیکھنے لگی

"تم نے مجھے آج پانی سے انکار کیا ہے نہ! آج تمہیں پانی اور کھانا دونوں نصیب نہیں ہوگا اور تم سارا کام خود کروگی نوکروں کو میں چھٹی دے چکا ہوں"

وہ سفاکی سے کہتا گلاس بھی اُسی زمین کی زینت بن گیا

"اب جاؤ اسے بھی صاف کرو" وہ اُسے اشارہ کرتا خود فریش ہونے چلا گیا

وہ کوئی کپڑا ڈھونڈنے لگی مگر اُسے کچھ نہ ملا تو مجبوراً اُس نے اپنے گرد لپیٹا دوپٹے کا ایک سرا اپھاڑ دیا

کیونکہ یہ صاف کرنا بھی لازمی تھا وہ ہاتھ سے ہی کانچ کے ٹکڑے اُٹھانے لگی

"آہ!!۔۔" ایک دلخراش چیخ اُس کی حلق سے برآمد ہوئی

جو واش روم سے نکلتے عرفان نے نہایت ناگواری سے سنی تھی

"یہ چیخ وپکار آج برداشت کرلی ہے کل سے ایسا کچھ ہوا تو زبان جلی نہ ملے تمہیں دھیان رکھنا!"

وہ تنبیہہ کرتے بولا اور ہیر کے پورے جسم میں سنسنی سی دوڑ اُٹھی اُس نے اپنی سفید ہتھیلی دیکھی جو خون سے لت پت تھی

مگر وہ ضبط کرگئی آج تک وہ ضبط ہی تو کرتی آئی تھی

For more visit (exponovels.com)

ابھی وہ کانچ کے ٹکڑے صاف کر کے اُٹھی ہی تھی

کے زمین پر گرے پانی کی وجہ سے اُس کا پاؤں پھسلا تھا اور وہ زمین بوس ہو گئی

تھی اور ساری کانچ کے ٹکڑے اُس کے جسم کے مختلف حصوں میں پیوست ہو گئے اور ایک دو ٹکڑے اُس کے چہرے پر بھی لگے تھے وہ بلبلا اُٹھی تھی

ہیر کی تکلیف سے سسکیاں گونجنے لگیں

"عر۔۔ عرفان!!۔۔۔" وہ بامشکل بولی

اور اُٹھنے کی کوشش کی مگر جان نکلتی محسوس ہوئی دوبارہ وہ زمین بوس ہو گئی

عرفان بال بنانے میں مصروف تھا اِس لئے سن نہ سکا یا سن کر بھی ان سنا کر گیا

"عرفان! پلیز یہ کانچ نکالیں بہت تکلیف ہو رہی ہے" وہ تکلیف کی شدت سے بلبلا رہی تھی

"تو کس نے کہا تھا کہ اندھوں کی طرح چلو؟

خود نکالو نہ میرے پاس وقت ہے کے تمہارے یہ کانچ نکالوں نہ اتنے پیسے کے شہر جا کر ہسپتال کے دھکے کھاؤں"

وہ گھڑی اپنی کلائی پر باندھتا بولا ہیر کی نظر اُس کی کلائی پر پڑی تو ایک تلخ مسکراہٹ اُس کے چہرے کا احاطہ کر گئی

"گھڑی لاکھوں کی اور مجھے ہسپتال لے جانے کی حیثیت نہیں" وہ بڑبڑائی اور اس دفعہ زور دے کر آخر کار اُٹھ بیٹھی تھی

For more visit (exponovels.com)

سوچتی ہوں۔۔۔۔!!!!

جس دن مجھے صبر آگیا اُس کی کیا اہمیت رہ جائے گی۔۔۔۔۔!!!!

"میں آؤ تو یہ سب نظر نہ آئے اور آکر امی سے دریافت کروں گا

گھر بھی تم اکیلی صاف کرو گی

اور امی سے پوچھ کر آج میری پسند کی چیزیں بنانا"

وہ سارے حکم صادر کرتا وہاں سے چلا گیا

ہیر نے اپنا جائزہ لینا شروع کیا ہتھیلی جل رہی تھی

اُس نے آنکھوں کے سامنے ہتھیلی کی تو دل خون کے آنسوں رونے لگا

جہاں پہلے سے کانچ سے کھروچ آئی تھی اور خون رس رہا تھا

دوبارہ وہیں کانچ گھسا ہوا تھا وہ درد کی شدت سے آنکھیں میچ گئی

اور پھر اگلے لمحہ ہی بنا کسی تاخیر کے دوسرے ہاتھ سے وہاں سے کانچ کھینچ نکالا

اور پھر چیخیں اس کمرے میں گونجنے لگیں جو نیچے تک جا رہیں تھیں

"یہ لڑکی اتنا چیخ کیوں رہی ہے ؟ جاؤ جا کر دیکھ کر آؤ"

غزالہ بیگم ناگواری سے بولیں تو آمنہ عرفان کی بہن خاموشی سے اُٹھی

اور اوپر کی جانب بڑھی اور دروازہ کی ناب گھما کر اندر آئی

تو ہیر کی یہ حالت دیکھ کر اس کا دل کانپ اُٹھا

وہ فوراً سے آگے بڑھی جو درد کی وجہ سے نیم بیہوشی کی حالت میں جا چکی تھی

"بھابھی!!!" اُس نے ہیر کا گال تھپتھپایا

جو آنکھیں کھلی رکھنے کی سعی میں دھری ہوئی جا رہی تھی

"بھابھی! آنکھیں کھولیں" وہ پانی کی بوندیں اس کے اوپر چھڑکتی بولی

ہیر کے مسلسل ملتے لب پر جب اُس نے غور سنا تو وہ بے تابی سے پانی مانگ رہی

تھی اُس نے فوراً پانی کا گلاس اُس کے لبوں سے لگایا

جو وہ ایک ہی سانس میں پی گئی اور وہ اور پانی کی طلب کرنے لگی

تبھی ہیر کی ساس دندناتی ہوئی آئیں

"تم ابھی تک یہاں مری ہوئی ہو پتا ہے نہ کام کرنا ہے؟" وہ غصہ سے بولیں

"امی! بھابھی کو بہت چوٹ آئی ہے

دیکھیں جگہ جگہ شیشہ کے ٹکڑے پیوست ہیں پلیز ڈاکٹر کو فون کریں" آمنہ منت کرتی بولی

"چوٹ خود کی غلطی کی وجہ سے لگی ہے اس کی سزا ہم کیوں بھگتیں؟ پورا گھر گندہ پڑا ہے

اوپر سے کھانے کے لئے ایک نوالہ نہیں اور تم کہہ رہی ہو ڈاکٹر کو بلاؤ کہاں سے بلاؤں!

نہ تمہارے ابو گھر پر ہیں نہ بھائی خود چادر اُوڑھ کر لاؤ کیا؟ اسے بولے ناٹک بند کرے اور سارے کام سر انجام دے" وہ ہاتھ جھلا کر کہتیں وہاں سے چلی گئیں

آمنہ نے تاسف سے اُن کی پشت دیکھی

"بھابھی آپ فکر مت کریں میں نکالتی ہوں "!وہ اُسے تسلی دیتی اُٹھی

اور دراز سے ڈیٹول اور روئی لے آئی پہلے آرام سے ہر جگہ سے کانچ نکالے ڈیٹول سے صفائی کر کے سب جگہ پٹی کردی ھیر اب تھوڑا بہتر محسوس کر رہی تھی

"بھابھی آپ آرام کریں "وہ اُسے کھڑا کرتی کہنے لگی تو ھیر نفی میں سر ہلانے لگی

"نہیں میں آرام نہیں کر سکتی سارا کام کرنا ہے عرفان آئے اور انہیں پتا چلا میں نے کام نہیں کیا تو وہ بہت ماریں گے"

وہ خوفزدہ سی بولی آمنہ بے بسی سے اُسے دیکھنے لگی جسے ابھی آئے چند گھنٹہ بھی با مشکل ہوئے ہیں

کیا حالت ہوگئی تھی اُس کی مگر بولی کچھ ناں

"لیں بھابھی پانی پی لیں" وہ اُسے پانی دیتی بولی ہیر جو گلاس تھامنے لگی تھی مگر پھر کچھ یاد آنے پر ہاتھ کھینچ لیا

"نن۔۔ نہیں عرفان نے منع کیا ہے"اُس کی آنکھوں میں ہر س ہلکورے لے رہا تھا

"بھابھی آپ پانی پی لیں یہ بات صرف ہم دونوں کے بیچ رہے گی" وہ اُسے تسلی دیتی بولی

"نن۔۔ نہیں اگر، اگر تت۔۔ تم نے اُسے بب۔۔ بتا دیا تو؟ نہیں تم جاؤ" وہ خوف سے کانپ رہی تھی

"بھابھی آئی پرامس! نہیں بتاؤنگی آپ پانی تو پی لیں" وہ اُس کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ دھرتی بولی

ہیر نے پیاس کی شدت کی وجہ سے فوراً گلاس تھام لیا اور پانی غٹا غٹ اُلٹ گئی آمنہ اُس کا یہ انداز دیکھ کر اندر تک کٹ گئی

کیا کر رہے تھے وہ لوگ صرف جائیداد کے بدلے کے لئے ایک معصوم جان پر دو گھنٹوں میں ہی اتنا ظلم اور چاچو اور چاچی کیسے مان گئے اس سب کے لئے اس قدر بے قدری وہ نفرت سے سوچنے لگی

"چلو آؤ باہر چلیئں کام بھی کرنا ہے" ہیر عجلت میں بولی اور چلنے کی کوشش کرنے لگی مگر پاؤں میں درد کی وجہ سے دو قدم ہی چل پائی اور پھر وہیں گر گئی

"بھابھی آرام سے "آمنہ نے اُسے فوراً تھاما ہیر دل سے مسکرائی

"میں ٹھیک ہوں !آمنہ " وہ اُس کی بازو کی مدد سے اُٹھتی بولی

"ارے تم رو کیوں رہی ہو؟ " وہ اُس کی نم آنکھیں دیکھ کر حیرت سے استفسار کرنے لگی

For more visit (exponovels.com)

"بھابھی بھائی اور نے آپکی کیا حالت کردی؟ آپ تو یہ سب جانتی تھیں نہ پھر کیوں ہاں کی اس شادی کے لیئے؟"

وہ روتے ہوئے بولی ہیر نے محبت سے اُس کے آنسوں صاف کیئے

"کچھ نہیں کیا تمہارے بھائی نے یہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا

اور منع کیسے کر سکتی تھی جب تمہارے بھائی کے نصیب میں، میں ہی لکھی تھی"
بجا کہتے ہیں عورت ہی اپنوں کے عیب چھپا کر رکھتی ہے

ورنہ وہ کہیں منہ دکھانے کے لائق نہ بچیں ہیر نے اپنے باپ اور شوہر دونوں کا بھرم رکھ لیا تھا اتنا سب برداشت کرنے کے باوجود
"چلو اب نہیں تو امی پھر آجائینگی"

وہ اُس کے سر پر ہلکی سی چپت لگاتی بولی اور ہونٹ دانتوں تلے دبا کر تکلیف برداشت کرتی وہ چل پڑی تھی

"ارے ہیر! کھانا تیار ہوا کے نہیں؟" وہ ہانک لگاتی کچن میں آئیں اور سامنے آمنہ کو روٹی بیلتے دیکھ اُن کا خون کھول اُٹھا

"تیری ہمت کیسی ہوئی میری پھول سی بچی کو کام پر لگانے کی؟" وہ اُسے بالوں سے دبوچتی بولیں ہیر کے لبوں سے سسکی برآمد ہوئی

"امی!" آمنہ بے ساختہ چیخی

"چپ رہ تو! اس منحوس کی ہمت کیسے ہوئی تجھ سے کام کروانے کی آج تک تجھے ایک تنکا تک نہ اُٹھانے دیا اور یہ تجھ سے روٹیاں بیلوا رہی ہے ہاں!"

انہوں نے بالوں پر گرفت سخت کی اور دوسرے ہاتھ کی پشت سے اُس کے چہرے پر تھپڑ جڑ دیا اور اس سے بھی دل نہ بھرا تو چمٹا جو پہلے ہی گرم تھا

وہ اُس کی گردن پر چپٹا دیا ہیر کی چیخیں گونجنے لگیں اور عرفان جو ابھی گھر آیا تھا چیخیں سن کر اُدھر ہی چلا آیا

"کیا ہو رہا ہے یہاں ؟" وہ پیشانی مسلتا بولا

"دیکھ اس منحوس کو تیری بہن سے کام کروا رہی تھی"

اور اُسے بالوں سے جھٹکا دیتی عرفان کی جانب پھینک چکی تھیں جو توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے اُس کے پیروں میں جا گری تھی

"کیا ؟"

وہ حیرت سے بولا اور اُس نے بھی بالوں سے پکڑا تھا لیکن وہ مرد تھا

گرفت سخت تھی اُس کی ہیر کو لگا اُس کے بال ابھی نکل کر عرفان کے ہاتھ میں آجائیں گے

"بھائی میں خود آئی تھی پلیز انہیں چھوڑ دیں" وہ منت کرتی بولی لیکن عرفان پر اثر نہ ہوا اس نے لوہے کا آلہ گرم کیا جو اُس کے چہرے پر زخم چھوڑ گیا اس گھر میں ہیر کی دلخراش چیخوں کے ساتھ آمنہ کی دردناک چیخیں گونج رہی تھیں عرفان کا جارحانہ انداز ہیر کی جان نکال رہا تھا

کہا تھا نہ اگر کچھ ہوا تو اچھا نہیں ہوگا؟ ابھی شکر کرو زبان نہیں جلائی ورنہ تم اس زبان سے بھی محروم ہو جاتیں"!!!

وہ چنگھاڑتا ہوا بولا اور پھر بغیر اُس کی آہ و بکا سننے وہ اُسے لئے کچن سے باہر نکل گیا

وہ دونوں بھی اُس کے پیچھے لپکیں عرفان نے اُسے اسٹور روم میں دھکا دیا اور دروازہ لاک کر دیا

"رہنے دیں دو تین دن ادھر خود عقل آجائے گی" وہ ناگواری سے بولتا چلا گیا

آمنہ کا جسم اب تک لرز رہا تھا وہ بھی خاموشی سے وہاں سے نکل گئی

اور وہ پوری رات ہیر نے ڈر کر دروازہ پیٹتے گزاریں تھی پانی کے بنا کھانے کے بنا وہ مرجھائی ہوئی لڑی بن گئی تھی

اور اوپر سے اتنی مٹی کے سانس کا مسئلہ ہو رہا تھا

وہ با مشکل زندہ تھی اور بے ہوشی کے عالم میں چلی گئی تھی

بے ہوشی کے عالم میں جاتے ہوئے سب کے چہرے اُس کی نظروں کے سامنے آئے تھے

اپنے بابا کا آیا تو اس کی آنکھوں میں نفرت اُتر آئی
ماں کو دیکھا تو ترس نے گھیر لیا بہن کی شکل آئی تو دل سے دعائیں نکلیں

اور بھائی کو دیکھ کر اُس کا چہرہ سپاٹ تھا

اُس نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے پل بتائے ہی کتنے تھے آخر میں اُس کی جگری دوست تمنا کا آیا تھا

جس کو سوچ کر وہ دل و جان سے مسکرائی تھی اور پھر اُس کا سانس اُکھڑنے لگا تھا

اور پھر آہستہ آہستہ اُس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئیں تھیں

بس مٹی میں جانے کی دیر ہے اے دوست_____!!!!
پھر ہر شخص ڈھونڈے گا آنکھوں میں نمی لے کر______!!!

آج دوسرا دن تھا آمنہ کو نہیں معلوم تھا کہ اُنہوں نے ہیر کو نکالا کے نہیں مگر اب وہ اور صبر نہیں کر سکتی تھی

صبح کے ناشتے کے بعد سب لاؤنج میں تھے کیونکہ آج اتوار تھا سب گھر پر تھے

اور یہی موقع ٹھیک تھا وہ چپ چاپ دبے پیر اپنے کمرے میں آئی

تکیہ کے نیچے چھپا چھوٹا سا موبائل نکالا جو وہ سب سے چھپا کر استعمال کرتی تھی

کیونکہ وہ لوگ عورت ذات کو موبائل دینے کے خلاف تھے

آمنہ نے احتیاط کمرہ کو لاک کیا اور مطلوبہ نمبر ملایا دوسری بیل پر ہی کال اُٹھا لی گئی

"ہیلو!" یہ آواز یقیناً اسماء آرا کی تھی
"ہیلو چاچی! میں آمنہ بات کر رہی ہوں"

آمنہ نے دھیرے سے بولا جبکہ اسماء آرا موبائل کو گھورنے لگیں

For more visit (exponovels.com)

"آمنہ! تمہارے پاس موبائل کیسے آیا؟" وہ حیرت سے بولیں

"چاچی کیسے آیا؟ کیوں آیا؟ یہ سب کرنے کا وقت نہیں ہے میری بات دھیان سے سنئیں اور جلد از جلد ادھر پہنچیں

نہیں تو آپ لوگوں کی بقیہ زندگی پچھتاوہ میں گزر جائیگی اور میری بھی کہ کاش !میں آپ لوگوں کو بتا دیتی"

آمنہ دھیرے دھیرے انہیں سب بتاتی چلی گئ اور سامنے والوں کو لگا ان کا سب لٹ گیا

اسماء آرا چونکہ کھانا کھا رہی تھیں اس لئے فون اسپیکر پر تھا

اور سب ہی ادھر موجود تھے

آمنہ کا ایک ایک لفظ سب بخوبی سن چکے تھے اسماء آرا کی سسکیاں اس خاموشی میں ارتعاش پیدا کر رہیں تھیں

"چاچی پہلے آپ نہ لڑیں تھیں مگر خدارا آج دیر مت کریں آج اپنی بیٹی کا دِفع کر لیں نہیں تو اللہ کو کیا جواب دینگی

میرے پاس وقت نہیں میں انتظار کرونگی" آمنہ نے کہا اور فون کاٹ دیا

اور دوبارہ موبائل تکیہ میں چھپا کر خود کو نارمل کرتی باہر نکل آئی

وہاں سب سکتے میں تھے یہ گناہ تو انھوں نے جان بھوج کر کیا تھا اب اس کی معافی انہیں کیسے ملے گی

"اصغر میں آپ کے ہاتھ جوڑی ہوں پیر پڑتی ہوں میری بیٹی کو وہاں سے نکال لے

باخدا!میں اور میری بیٹی آپکی زندگی سے دور چلے جائینگے آپ پر بوجھ نہیں بننگے مگر خدارا اُسے وہاں سے نکال لائے ایک آخری احسان کردیں" وہ منتیں کرتی بولیں

"امی کن کے سامنے ہاتھ پھیلا رہی ہیں جو اتنے خودغرض اور دولت کے پجاری ہیں

کے اپنی اولاد کو آگ میں جھونک دیا اور ہمیں اتنا موقع بھی فراہم نہ کیا کے ہم صرف درخواست کرسکتے

ہم تو کہتے ہوئے بھی ڈرتے تھے کے کہیں ہمیں ہی جان سے نہ مارڈالیں" مہک روتے ہوئے بولی

"چلئیں امی ہم چلتے ہیں میں اب اور اپنی بہن کو اُدھر نہیں رہنے دونگا"

سفدر نے اپنے باپ کے تاثرات کو بغور تکا جو اتنے سب کے بعد بھی سپاٹ تھے

اُسے لگا اگر اب وہ باپ کے ڈر سے بیٹھا رہا تو یقینا اپنی بہن کو کھو دیگا

وہ لوگوں آگے پیچھے بھاگتے ہوئے نکل گئے تھے

اُس کے نکلتے ہی اصغر صاحب کی آنکھ سے آنسوں بہا تھا جو اُن کے کُرتے میں جذب ہوگیا

"کیا وہ اپنی بیٹی کو کھو دینگے ؟" یہ ایک سوالیہ نشان تھا

جب تک ان کی بیٹی صحیح سلامت ان کی نظروں کے سامنے نہ آجاتی وہ بے سکون رہتے

وہ اضطرابی انداز میں ادھر سے اُدھر ٹہل رہے تھے

وہ لوگ اندر داخل ہوئے تو سب لوگ جو پر سکون بیٹھے تھے یکدم سٹپٹا گئے

"ارے سفدر بیٹا آپ یہاں ؟" جمشید صاحب کی رنگت زرد پڑگئی

"کیوں تایا ابو ہم نہیں آسکتے کیا؟" وہ آبرو اچکا کر تیز لہجہ میں بولا

"ارے، ننن۔۔ نہیں مم۔۔ میرا یہ مم۔۔ مطلب نہیں تھا بتا کے آتے تو اچھا رہتا آؤ بیٹھو" وہ گڑبڑا گئے

"بتا کر آتے تو اپنی بہن کو یہاں پاتے نہیں بتا کر آئے تبھی تو آپ لوگوں کی کرتوتوں کا اندازہ ہوا ہے" وہ غصہ سے دھاڑا

"جائیں مہک امی جائیں دیکھیں انہوں نے کہاں رکھا ہے میری بہن "کو وہ سرخ آنکھوں سے بولا

"ارے کہاں؟ تمہاری بہن اوپر کمرے میں آرام کررہی ہے" جمشید صاحب ان کی راہ میں حائل ہوئے

"راستہ چھوڑئیے بھائی صاحب ہمارا" اسماء آرا چنگاڑیں

"بہن میں کہہ رہا ہوں نہ وہ آرام کر رہی ہے ہم بلا دیتے ہیں"!!

وہ بس اُنہیں کسی بھی طرح سے روکنا چاہتے تھے لیکن آج آمنہ انہیں واپس پلٹا نہیں دیکھ سکتی تھی

"آؤ میں ساتھ چلتی ہوں آپ لوگوں کے" آمنہ بھی فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی

سب ہی آمنہ کو گھورنے لگے کے وہ کیا کر رہی ہے لیکن آمنہ کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا

اس وقت آمنہ کو اپنی فیملی درندگی کا منہ بولتا ثبوت لگ رہی تھی

اور وہ اپنی بہن جیسی بھابھی کو ان کے چنگول سے نکلوانا چاہتی تھی

وہ تینوں ایک ایک کمرہ چیک کرنے لگ گئی تھیں

"اگر میری بہن کو کچھ ہوا نہ عرفان قسم سے تمہیں چھوڑوں کا نہیں" سفدر چنگاڑا تھا

"یہ تو دینے سے پہلے سوچنا چاہئے تھا

تمہارا باپ خود ہی اُسے یہاں لاوارثوں کی طرح پھینک گیا تھا" عرفان مزہ سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر صوفے پر براجمان تھا

سفدر نے غصہ سے مٹھیاں بھینچ لیں

"وہ میرے باپ نے پھینکا تھا مگر اب وہ یہاں"۔۔۔

اس سے پہلے سفدر اپنا جملا مکمل کرتا اوپر سے چیخوں کی آواز سن کر اُس نے بوکھلا کر سب کو دیکھا

اور تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا اوپر پہنچا باقی سب بھی تماشائی بنے اوپر کو بھاگے

سفدر اندھا دھند بھاگ رہا تھا اس کے پاؤں اسٹور روم کا کھلا دروازہ اور اندر سے آتی سسکیوں اور چیخوں کو سن کر رک گئے تھے

سفدر کو وسوسوں نے گھیر لیا وہ دھڑکتے دل کو قابو کرتا اندر داخل ہوا تو اپنی بہن کے بے سدھ اور زخمی وجود کو دیکھ کر اُسے لگا

اُس کے جسم سے جان کھینچ لی گئی ہے وہ تیر کی طرح اُس کے پاس پہنچا

اور سب کو دور پھینکتا اپنی بہن کے پاس پہنچا اُس کا سر اپنے گود میں رکھ کر ہیر کو تھپتھپانے لگا تھا

مگر اُس کے نازک وجود میں جنبش ختم ہو چکی تھی

اُس کے جسم پر جگہ جگہ زخم دیکھ سفدر کو اپنے آپ سے نفرت ہونے لگی

وہ کتنا چیخی تھی مگر کسی نے اُس کی نہ سنی اور آج وہ کسی کی نا سن رہی تھی سب ہی اُسے جھنجھوڑ رہے تھے

"آمنہ یہ یہاں کب سے ہے ؟" سفدر کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی

"ددد۔ ۔ ۔ دو دن مجھے لگا تھا ان لوگوں نے بھابھی کو نکال لیا

بھلا کون ظالم کسی کو دو دن بنا پانی بنا کھانے کے بند رکھتا ہے مگر، مگر میں غلط نکلی بھائی میں غلط نکلی یہ لوگ وہ درندہ صفت انسان ہیں جو کچھ بھی کر سکتے ہیں"

وہ دیوانہ وار رو رہی تھی

آمنہ اُٹھی اور ان سب کے مقابل آ کھڑی ہوئی

For more visit (exponovels.com)

"امی مجھے ماریں آپ کو اچھا نہیں لگا بھابھی نے مجھ سے کام کروایا

کیوں، کیونکہ میں آپکی اولاد تھی

تو دیکھیں ناں یہ نہیں کسی کی اولاد

بولیں نہ امی لیں مجھے ماریں، ماریں نہ"!

وہ ان کا ہاتھ لیتی زبردستی اپنے رخسار پر ضربیں لگانے لگی

"نہ میرا بچہ اس کی موت ایسے لکھی تھی اس میں ہمارا کیا قصور؟"

وہ اب بھی اپنی غلطی ماننے سے انکاری تھیں

For more visit (exponovels.com)

آمنہ فوراً پیچھے ہٹی اور نفرت سے اُن کا چہرہ دیکھنے لگی

اگر آپ کو میری فکر ہوتی یا آپ میں ذرا سی بھی ممتا ہوتی تو آپکو احساس ہوتا

بھابھی کا مگر آپ جلاد سے بھی بری ہے گھن آتی ہے

مجھے آپکو اپنی ماں کہتے ہوئے وہ نفرت سے پھنکاری اور غزالہ دوپٹہ میں منہ چھپا کر رونے لگیں

کیا فائدہ جھوٹے آنسوں بہانے کا جب آپ لوگوں کو کسی کے آہوں سسکیوں سے فرق نہ پڑا

اب وہ جمشید صاحب کے پاس آئی تھی
"ابو!! چاچو نے کتنے مان سے آپکو اپنی اولاد سونپی تھی

For more visit (exponovels.com)

اتنا مان تھا آپ پر کے جب ہیر چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی

وہ وہاں شادی نہیں کرے گی تب بھی وہ نہ مانے اور اس قید میں جھونک دیا

کیوں آپ نے ایسا کیا ابو آخر کیوں ؟"

آج ان کی اولاد اُن کے سامنے سوالیہ نشان بنی کھڑی تھی لیکن جمشید صاحب کے پاس کوئی جواب نہ تھا

وہ تو بس اپنے بچے کی پردہ داری کرتے رہے تھے

پوری زندگی اور اُس کے ساتھ گناہ میں شامل ہوتے رہے تھے

ایسے ہی گناہ میں لذت نہیں رکھی گئی جب ہم گناہ کرتے ہیں تو آہستہ آہستہ ضمیر کی عدالت ختم ہوتی جاتی ہے

اور ایک دن وہ مکمل ختم ہو جاتی ہے اور ہر گناہ ہمیں صحیح لگتا ہے لیکن جب کوئی ہماری ذات کو جھنجھوڑ دے خاص کر

کوئی اپنا تو لگتا ہے ہم کیا کر بیٹھے گناہ کے اوپر گناہ وہ شرمندگی سے سر جھکا گئے

وہ عرفان کے پاس آئی

"آپ نے جو جو ظلم کیئے ہیں

نہ اس معصوم پر بھائی قیامت والے دن آپ اللہ کو کیا جواب دینگے ؟

اس کا تو کوئی قصور تھا ہی نہیں عرفان بھائی پھر بھی اتنا ظلم اتنا تو کوئی دشمن کے ساتھ بھی نہ کرے

اور آپ، اب تیار ہو جائیں بھائی اللہ نے مکافات عمل رکھا ہے اور اس کا صلہ ہمیں دنیا میں ہی مل جاتا ہے

اب کچھ دنوں بعد آپکی بہن بھی اسی جگہ اسی مقام پر بے سدھ پڑی ہوگی

اچھا ہوگا نہ تب آپکو ان کے اوپر برپا ہوئی قیامت کا اندازہ ہوگا" وہ ان لوگوں کی جانب اشارہ کرتی

طنزیہ ہنس کر بولی جو سکتے کی کیفیت میں ہیر کو تکے جا رہے تھے

جیسے کسی نے اُنہیں انسان سے مورتی بنا دیا ہو

وہ لوگ تڑپ اُٹھے تھے

"مجھے بھی سزا ملنی چاہیئے مجھے ہیر بھابھی کو بچانا چاہیئے تھے

کیوں نہیں بچایا میں نے آج میں نے اپنی ذات کھو دی"

وہ نیچے بیٹھتی چلی گئی سب ہی وہاں رو رہے تھے آج سب کا غرور اکڑ سب ختم ہو چکا تھا

وہ ایک ایسی بنجر زمین ہو گئے تھے جسے بنجر کرنے والے وہ خود تھے

انہوں نے جو ہیر کے ساتھ کیا اُس عمل کی سزا تو انہیں خدا دینے والا تھا

اور اب تو ہیر بھی زندہ نہیں تھی

کے وہ انہیں معاف کرتی وہ تو سب سے رسوا اور ناراض ہو کر گئی تھی

اور جب تک اللہ کا بندہ اُس انسان کو نہیں بخش دیتا جس نے اُس کے ساتھ زیادتی کی ہو

اللہ بھی اُسے نہیں بخشتا اور ایسی سزا دیتا ہے جو بے شک انسان کی سوچ سے بھی بلاتر ہوتا ہے

نیچے پولیس کا سائرن بجا تو سب اپنی اپنی سوچوں سے نکلے پولیس کا سائرن تھا

یا زندگی کی نوید سب کے چہرے کھل اُٹھے اور جمشید صاحب کو یہ سائرن موت کی نوید لگا ان کے رنگ سفید پڑ گئے تھے

پولیس اُنہیں لے کر بھی چلی گئی عرفان کو علم نہ ہوا اُس کے کانوں میں تو آمنہ کے بس انہی الفاظوں کا تصادم چل رہا تھا

"اللہ کو کیا جواب دینگے "؟ ، "تیار رہیں بھائی کچھ دنوں بعد آپکی بہن بھی اسی طرح پڑی ہوگی" وہ چیخنے لگا تھا

بالوں کو نوچنے لگا تھا مگر وہ کہاوت کیا خوب کہی گئی ہے

For more visit (exponovels.com)

اب پچھتائے کیا ہوت، جب چڑیا چُگ گئیں کھیت

وہ لوگ تھکے ماندے گھر میں داخل ہوئے تھے ایسے جیسے اُن کے کندھوں پر ہی ہیر کی میت ہو منوں بوجھ لئے وہ آئے تھے

کندھے جھکے ہوئے تھے

آنکھوں میں سرخی مائل تھی لاؤنج میں ابھی بھی اصغر صاحب بے چینی سے ٹہل رہے تھے

جیسے وہ داخل ہوئے اصغر صاحب بے چینی سے اُن کے پیچھے دیکھنے لگی مگر ان بیٹی تو کہیں نہیں تھی

"کہاں ہے ہیر؟" آج انہوں نے اپنی انا بالائے طاق کر کے آخر پوچھ ہی لیا

سب خاموش رہے

"بتاؤ کہاں ہے میری بیٹی ؟ "اُنہیں اپنی آواز گہری کھائی سے آتی

محسوس ہوئی اُن کی آواز پر سفدر نے جھکا سر جھٹکے سے اُٹھایا تھا

اور انہیں دیکھتے اُس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ اُبھری تھی

"آرہی ہے" !وہ محض اتنا بول کر خاموش ہوگیا اصغر صاحب تو جیسے یہی الفاظ سننا چاہتے تھے

ان کے چہرے پر اطمینان بھری

مسکراہٹ دوڑی مگر اگلے ہی لمحے کندھے دیتے لوگوں کو کسی کی میت لاتے دیکھ ان کی مطمئن مسکراہٹ غائب ہوگئی اور ان کے ماتھے پر بل پڑے

"یہ۔۔یہ سب" ؟ ان کا جسم بکھرنے لگا تھا

"دیکھ لیں اب مل گیا سکون یہ رہی ہماری ہیر اب مردہ ہے خوش ہو جائیں" اسماء آرا ٹوٹے لہجہ میں بولی اصغر صاحب پورے قد سے زمین بوس ہوئے تھے

اُن کی کُل کائنات لُٹ گئی انہوں نے کتنے مان سے دی تھی

اپنی بیٹی اپنے بھائی کو کے وہ اُسے خوش رکھئینگے مگر یہ، یہ کیا انہوں نے تو اتنا خیال رکھا

کہ وہ دو دن میں اس طرح گھر آ گئی

وہ زمین سے ہی اپنا وجود گھسیٹتے اپنی بیٹی کی میت کے پاس آئے اور مغرور اکڑ والے اصغر چیخ چیخ کر رونے لگے

"کیوں کیا آپ نے اصغر ایسا کیوں میری بیٹی کی بات نہیں سنی دیکھیں کس حال میں ہے وہ"؟ وہ چیختی ہوئی ان کے قریب آئیں

"آپ لوگ صرف اصغر انکل کو قصوروار نہیں ٹھرا سکتیں آنٹی خود آپ نے کب اُس کی حمایت کی تھی اگر آپ اُس کی حمایت کرتیں

تو وہ آج ہمارے ساتھ ہوتی "کسی کی آواز پر وہ لوگ پلٹے تھے سامنے تمنا روتی ہوئی کھڑی تھی

"وہ روز تل تل مرتی تھی آنٹی اُسے تو اس وقت ایک ماں کی سب سے زیادہ ضرورت تھی مگر وہ تو کہیں تھیں

ہی نہیں آپ نے کتنی آسانی سے اپنا سارا الزام اپنے شوہر پر ڈال کر اپنے آپ کو ہر گناہ سے بری کرلیا

نہیں آنٹی آپ بھی گناہ گار ہیں اگر آپ انہیں سمجھاتی تو انکل سمجھ جاتے

For more visit (exponovels.com)

تھوڑے توقف کے بعد ہی سہی مگر آپ نے کیا کیا خود جا کر اُسے زلزلوں کی زد میں چھوڑ آئیں اس کے بعد اُس پر کیا قیامت برپا ہوئی

آپ تو اُس سے لاعلم ہی ہیں" تمنا بول رہی تھی اور سب سن رہے تھے اب بچا ہی کیا تھا نہ سننے کے سواء

"آپ لوگوں نے جو کچھ کیا ہے نہ اس میں کوئی ایک نہیں سب قصوروار ہیں

ہیر نے تو اپنی میت تک آپ لوگوں کو نہ دیکھانے کا کہا تھا کیونکہ وہ آپ لوگوں سے اس قدر نفرت کرتی تھی

کیسے آپ لوگ اُس سے معافی طلب کرینگے؟ آنٹی وہ تو چلی گئ آپ لوگوں نے اُس کا کبھی ساتھ نہیں دیا آنٹی انکل آپ لوگ تھوڑا تو اُسے اسپیس دیتے اتنا تو اعتماد دیتے

کے وہ اتنا حق رکھتی کہ آپ لوگوں سے کہہ سکتی

آپ لوگوں سے فرمائش کر سکتی آپ نے تو بچپن سے اُس پر صرف اپنے حکم تھوپے ہیں

اگر تھوڑا اُس کا سنتے تھوڑی اپنی کرتے تو آج وہ ہمارے ساتھ ہوتی

میرا آپ لوگوں سے سوال ہے کہ کیا ملا آخر زندگی ہیر نے گزارنی تھی

آپ لوگوں نے نہیں پھر کیوں اپنے بے جا فیصلہ اُس پر تھوپ کر اُس کی چند دن کی بقیہ زندگی چھین لی

میری گزارش ہے جو آپ لوگ ہیر کے ساتھ کر چکے ہیں خدارا!! مہک کے ساتھ نہ کیجیئے گا اُس کی خوشی اُس کی رضامندی جان لیجیئے گا

نہیں تو ایک اور ہیر اس خاندان میں پیدا ہو جائے گی شاید ہیر کی زندگی اتنی تھی

For more visit (exponovels.com)

مگر آپ یہ سب مہک کے ساتھ مت دھرائیے گا"—

وہ سب کو آئینہ دیکھا کر جا چکی تھی

سب کے دل کا بوجھ مزید بڑھ گیا تھا مگر یہ بوجھ تو تا عمر کا ہی تھا

اور کچھ دیر بعد اُس کی میت اُٹھی تھی اور اُسے قبرستان لے کر جایا جا رہا تھا

اور اصغر صاحب اپنی جوان بیٹی کو اپنے ضعیف ہاتھوں سے مٹی میں اُتار آئے

تھے وہ پر سکون نیند سو گئی تھی لیکن سب کو بے چین کر کے اُس نے اپنی زندگی بے چینی میں گزاری

اور اب وہ پر سکون تھی اور سب بے چین تمنا کو دوست کے جانے کا غم ضرور تھا

مگر وہ پر سکون تھی وہ اس دنیا کی قید سے رِہا ہو گئی تھی

آمنہ کو اسماء آرا اپنے ساتھ لے آئیں تھیں کیونکہ اس میں اُس کا کوئی قصور نہیں تھا

عرفان کو پاگل مریض قرار دے کر اُس کی سزا معاف کر دی گئی تھی

اور اُسے پاگل خانہ منتقل کر دیا گیا تھا

جمشید صاحب یہ سب برداشت نہ کر پائے تھے

اور ہارٹ اٹیک کی وجہ سے موت کی نیند جا سوئے تھے غزالہ بیگم جیل کی سلاخوں کے پیچھے اپنے آخری دن گن رہی ہیں

اُن کی حالت بھی بدتر ہے صبح اپنے خون سے دیواروں پر لکھنا اور رات میں چیخنا ان کا روز کا مشغلہ جیسے بن گیا

تھا سب ہی اپنے اختتام کو پہنچ چلے تھے

لیکن ایک ہیر تھی جو اس دنیا کی قید سے آزاد ہو کر پر سکون نیند سو گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

گاڑی قبرستان کے قریب آ کر رکی تھی کوئی باہر نکلا تھا مگر آج اُن کی چال ڈھال میں مغروریت نہیں لڑکھڑاہٹ تھی

ہاتھوں میں پھولوں کی تھیلی تھامے

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے قبرستان کے اندر داخل ہوئے تھے اور اُن کے قدم ایک قبر پر آ کر رکے تھے

"ہیر عرفان"!!

"ولد اصغر چوہدری"!!

وہ اُسے دیکھ کر رونے لگے تھے

اور گھٹنوں کے بل گر گئے تھے اُن کا نحیف وجود بکھر گیا تھا

"مجھے معاف کردینا بیٹا میں ایک باپ ہونے کا فرض ادا نہ کرسکا تمہیں وہ تحفظ فراہم نہ کرسکا وہ اعتماد ناں دے سکا

جس کی تم حقدار تھیں میں لالچ میں آگیا تھا اور میں نے تمہیں طیاق دیا

ایک بار پوچھا بھی نہیں کے کیا وہ میری بیٹی کو خوش رکھینگے

For more visit (exponovels.com)

بس بھروسے کے تحت دے دیا اور یہی میری سب سے بڑی غلطی تھی مجھے لگا جائیداد بھی ہاتھ آجائے گی

اور تمہاری زندگی بھی دیر سویر سدھر جائے گی مگر اُنہوں نے،

انہوں نے تو تمہیں دو دن میں مردہ حال میری گھر کی چوکھٹ پر پہنچا دیا

تم فریاد کرتی رہیں مگر میں جلدبازی میں یہ سب کر گیا ماں باپ کو کبھی بھی بیٹیوں کے معاملے میں جلدبازی نہیں کرنی چاہیئے

اچھی طرح جانچ پڑتال کر کے ہی اپنی بیٹی سونپنی چاہیئے"!! وہ زار و قطار رونے لگے تھے

"مجھے معاف کر دینا میرے بچے"—وہ آنسوں رگڑتے بولے

اور قبر پر پھول رکھنے لگے

ایک دفع اپنا ہاتھ ہیر کی مٹی پر پھیرا اور پھر اپنے تشنہ لب اُس کی قبر پر رکھ کر وہ نحیف چال چلتے پلٹ گئے تھے

عورت تو بہت نازک ہوتی ہے اُسے جس رنگ میں ڈھالو ڈھل جاتی ہے

یہ کہانی صرف ہیر کی نہیں بہت سی لڑکیوں کی ہے جنہیں صرف رشتوں اور پیسوں کی عوض میں کہیں بھی پھینک دیا جاتا ہے

ایسا پیسہ کس کام کا جس سے اولاد کا نقصان ہو خدارا ہوش کے ناخن لیں اور اپنی اولاد کا مستقبل سنواریں نہ کے تباہ و برباد کریں

وہ قدم قدم چلتی داخل ہوئی تھی

اندر سب ادھر سے اُدھر بکھری ہوئی حالت میں گھوم رہے تھے

کوئی اُسے دیکھ کر بچوں کی طرح اُچھلتا ہوا آیا تھا

"تنت۔۔ تو پھر آج اکیلی آگئی وہ۔۔۔وہ میری بیوی۔۔ بیوی لگگ۔۔کہاں ہے!!!"

وہ سر کھجاتا بولا آمنہ نے اُسے بغور دیکھا وہ درندہ آج بلکل پاگل سا لگ رہا تھا

سفید مگر مٹی کی بدولت کالا ہوجانے والا کُرتا پہنے بکھرے بال وہ ملگجے سے حلیہ میں تھا

"نہیں آپ نے اُسے دُکھ پہنچایا ناں اس لئے وہ نہیں آئی وہ بھول گئی ہے آپکو"

وہ ضبط سے بولی مگر آنسوؤں پر کس کا بس چلتا ہے

"ہووو۔۔!!وہ مجھ سے ناراض ہوگئی اوہ امی" وہ اتنا کہہ کر بچوں کی طرح رونے لگا اور بالوں کو نوچنے لگا

For more visit (exponovels.com)

"وہ مجھے بھول گئی لیکن میں بھی اپنے آپ کو بھول گیا"

"کون ہوں میں ؟ ، کیا نام ہے ؟ میرا بتا نہ لڑکی کون ہوں میں کیا نام ہے میرا ؟"

وہ سلاخوں کی طرح بنے دروازہ کو دھکا دیتے بولا

آمنہ اُسے تاسف سے دیکھنے لگی

مگر اُسے معلوم تھا یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے وہ اُلٹے پیر پیچھے جانے لگی

اور عرفان کی دہائیاں بڑھنے لگیں

اُسے آج صرف وہی نام وہی انسان یاد تھا جس کے ساتھ اُس نے اتنے ظلم کئے تھے

آمنہ کے ہر دفعہ جانے پر وہ اُسی انسان کے بارے میں دریافت کرتا تھا

اور وہ ہر دفعہ کی طرح آج بھی بنا جواب دیئے پلٹ آئی تھی

وہ اب چلتی ہوئی جیل میں آئی تھی

"مجھے جیلر نمبر تین سو دو سے ملنا ہے ؟" وہ وہاں بیٹھے کانسٹیبل سے بولی

"وہاں سے دائیں جائیں مگر یاد رکھے صرف دس منٹ ورنہ وہ بہت ہائیپر ہو جاتی ہیں

پھر پورا تھانہ سر پر اُٹھا لیتی ہیں" وہ اُسے تنبیہہ کرتا بولا تو وہ سر ہلا کر آگے بڑھ گئی

اُس کے قدم اپنی مطلوبہ جگہ پر آ کر تھم گئے تھے

"ماں !!" اُس نے پکارا جہاں گھپ اندھیرا تھا بس ایک چھوٹی سی جگہ سے روشنی تھوڑی سی آ رہی تھی

جس سے کسی کا چہرہ دیکھنا نہ ممکن تھا تبھی کوئی اُس اندھیری نگری سے برآمد ہوئی تھی

"آمنہ !!"اُن کے لب پھڑپھڑائے

"کیسی ہیں ماں ؟"آمنہ نے نم آواز میں پوچھا جیسی بھی تھیں وہ اس کی ماں تھیں

آخراوراب تووہ نیم پاگل سی رہنے لگی تھیں

"ٹھیک نہیں ہوں بیٹا ہیر نے مجھے بددعائیں دی ہیں میری حالت ایسی ہوگئ ہے"

وہ پلٹ کراُداسی سے بولیں

"ماں آپ، آپ شروع میں اپنے بیٹے کو ڈانٹ ڈپٹ کر یہ سب کرنے سے روک دیتیں تو آج یہ سب نہ ہوتا جو ہوچکا ہے"

For more visit (exponovels.com)

"لیکن آپ نے اور بابا نے اُسے بڑھاوا دیا اور دیکھیں آج ہم کہاں ہیں بھائی پاگل خانے میں اپنی زندگی کے دن گن رہے ہیں"

"بابا تو اس دنیا سے ہی چلے گئے اور آپ یہاں ہیں اور دیکھیں جن کی بیٹی کے ساتھ آپ نے ایسا کیا"

"وہ بغیر مجھے اس بات کا احساس دلائے اپنے ساتھ رکھ رہے ہیں اگر وہ لوگ آپکی اولاد کو نہ رکھتے تو میں بھی سڑکوں کی خاک چھان رہی ہوتی"

"آپ اپنے کیئے کی سزا بھگت رہی ہیں ماں اور اس معاملے میں، میں کچھ بھی نہیں کر سکتی"

"مجبور ہوں میں خیال رکھئے گا چلتی ہوں پھر کبھی نہیں آؤنگی" وہ نم آواز میں کہتی سلاخوں کے اندر ہاتھ ڈالتی اپنی ماں کا گال تھپتھپایا اور وہاں سے چلی گئی

اور اس کے پیچھے آج پھر وہ چیخ و پکار کرنے لگیں اپنے آپ کو کاٹنے لگیں مارنے لگیں وہ بلکل پاگل ہو گئیں تھیں اُنھوں نے اپنی سزا دنیا میں ہی پالی تھی

"مت جاؤ آمنہ میرا دم گھٹتا ہے یہاں پلیز ایک بار صرف ایک بار اُس لڑکی کو لے آؤ میری روح میرے جسم سے تب تک جدا نہیں ہوگی"

"جب تک میں اُس سے معافی نہیں مانگ لیتی پلیز اُسے لے آؤ میں ایک بار معافی مانگ لوں۔"

"پھر میں سکون سے مر جاؤں مجھے یہاں وحشت ہوتی ہے ایسا لگتا ہے وہ مجھ پر ہنس رہی ہے" وہ چیخ چیخ کر کہہ رہیں تھیں

اور ان سے دور جاتی آمنہ انہیں سن رہی تھی اُسے لگا اُس نے ہیر کو انصاف دلا دیا ہے اور اب اُس کی روح مطمئن ہے

"ختم شد"

For more visit (exponovels.com)